ڈاکٹر تحسین بی بی
استاد شعبہ اردو زبان وادب، قرطبہ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، پشاور
اعظمی نورین
اسکالر، پی ایچ۔ ڈی شعبہ اُردو، جی سی ویمن یونیورسٹی، سیالکوٹ

کلثوم افضل زیدوی کے شعری مجموعہ ' سنگتارے 'کا فکری مطالعہ

Thoughtful Study of Kalsoom Afzal Zaidvi Poetic Collection "Sangtary"

The poets and writers of District Swabi have written Urdu poetry side by side Pashto in different genres. There Urdu poetry was also popular. In these poets Kalsoom Afzal Zaidvi is one of great name. She works in Urdu ode, poem, quatrain and prose also. Her first poetic collections are "Sangtary".It contains her poems, odes, quatrains and rubiats. This very article presents thoughtful study of Kalsoom,s poetic collection, her topics distinctive issue of her work.
Keywords: *Contemporary Issues, Romanticism, Natural beauty, Modernism, To follow, Conscious Inner, Self.*

ضلع صوابی میں اردو زبان وادب میں اب تک کئی شاہکار فن پارے تخلیق ہو کر سامنے آئے ہیں۔ جنہیں قومی وعالمی سطح پر بڑے فخریہ انداز میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ ضلع صوابی کے ادباو شعرا نے اردو شاعری کو ایک نئے انداز ورخ میں پیش کیا ہے جو قابلِ قدر اور اہمیت کے حامل ہے۔ جس دور میں یہاں اردو شاعری نے اپنے قدم جمانے شروع کئے اس دور میں صوابی میں زیادہ پشتو شاعری کا رجحان تھا۔ لیکن بہت سارے شعرا نے اُردو شاعری کی مختلف اصناف مثلاً حمد، نعت، غزل، نظم، قصیدہ، مرثیہ، رباعی، قطعہ وغیرہ میں طبع آزمائی کرتے ہوئے اُردو شاعری کی ہر صنف کو مقبولیت عطا کی۔ ان شعرا میں عابد ودود، مولانا ابراہیم، مولانا مفتی، رضا الحق رضا، پروفیسر محمد ظاہر شاہ، فرخ نواز فرخ، فضل خالق ہمدرد، اسد گدون، سید مصطفیٰ سیفی شاہ اوراہم شاعرہ کلثوم افضل زیدوی کا نام بھی سرِ فہرست ہے انہوں نے شاعری کے ساتھ ساتھ نثر بالخصوص افسانے وغیرہ میں بھی طبع آزمائی کی اور اردو شاعری کے میدان میں ان کو ایک نمایاں مقام حاصل ہے۔ شاعری کے حوالے سے بجنوری کہتے ہیں کہ:

> شاعری انکشاف حیات ہے۔ جس طرح زندگی اپنی نمود میں محدود نہیں اس طرح شاعری بھی اپنے اظہار میں لاتعین ہے۔ (۱)

کلثوم افضل زیدوی کی شاعری میں ایک طرف رومانوی فضا جھلکتی ہے تو دوسری طرف کچھ اصطلاحی رنگ بھی نظر آتے ہیں۔ کلثوم افضل زیدوی نے شاعری کے ساتھ اردو افسانوں اور پشتو کہانیوں پر بھی کام کیا ہے۔ اور شاعری کے میدان میں ان کو ایک نمایاں مقام حاصل ہے۔

کلثوم افضل زیدوی کا پہلا شعری مجموعہ "سنگتارے" کے نام سے عکس پرنٹرز پشاور کے زیر اہتمام اکتوبر ۲۰۱۰ء کو شائع ہوا۔ کلثوم افضل زیدوی کا یہ شعری مجموعہ ۲۰۹ صفحات پر مشتمل ہے جس میں ۷۰ غزلیں، ۱۳ نظمیں ۱٦ قطعات، ۱۸ اشعار، ۸ رباعیات، سوال اور ایک ہائیکو بھی شامل ہے۔ "سنگتارے" کا انتساب کلثوم افضل زیدوی نے اپنی ایک دوست شگفتہ معمبر خان کے نام کیا ہے۔ کلثوم افضل زیدوی کا خود کہنا ہے، کہ میں نے صحیح معنوں میں زندگی کا سلیقہ شگفتہ معمبر خان سے ہی سیکھا ہے۔ "سنگتارے" کے شروع میں ناصر علی سید نے کلثوم افضل زیدوی کے فن کے حوالے سے چند تعریفی کلمات کہے ہیں:

> میں سمجھتا ہوں کلام کی سادگی اور پڑھنے والے کو جلدی اپنا طرف دار بنانے کی ایسی ہی صلاحیت کلثوم افضل زیدوی میں بھی موجود ہے، اردو اور پشتو میں یکساں سہولت سے شعر بننے والی کلثوم اپنے شعر کے حوالے سے اپنی شناخت پیدا کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہیں۔ مشق سخن کے ساتھ ساتھ فکر سخن کے مضبوط لمحات میں کہے گئے کلثوم کے اشعار دامن دل کھینچ لیتے ہیں، اور یہ ہنر ایک لمبی ریاضت کے بعد ہی نصیب ہوتا ہے۔ (۲)

"سنگتارے" کلثوم افضل زیدوی کا پہلا شعری مجموعہ ہے۔ جس میں انھوں نے متنوع موضوعات کو شامل کیا ہے، اس شعری مجموعے میں کلثوم افضل زیدوی نے موجودہ دور کے حالات پر قلم اٹھایا ہے۔ اور معاشرے کی ناہمواریوں کی طرف نشاندہی کی ہے۔ "سنگتارے" میں کلثوم افضل زیدوی نے عصری حالات خوبصورتی سے بیان کر کے ایک مکمل تصویر ہمارے سامنے پیش کی ہے، وہ سنجیدہ تخلیقی فکر کے ساتھ ساتھ طرز اظہار کی بے ساختگی کو بھی اس طرح نمایاں کرتی ہیں۔

یہاں کلثوم راس آتی نہیں، خصلت شریفوں کی
بڑے گھاٹے کا سودا ہے شرافت چھوڑ دینگے ہم (۳)

کلثوم افضل زیدوی نے "سنگتارے" کا دیباچہ حرف اول کے نام سے لکھا ہے۔

> میں اپنے آپ کو اس لحاظ سے بہت خوش قسمت سمجھتی ہوں کہ میرے گردو پیش میں ایک دو لوگ ضرور ایسے رہے ہیں، جنہوں نے میری تخلیقی صلاحیتوں کی طرف توجہ بھی کی ہے، اور میری ہمت افزائی بھی کی ہے ان میں کچھ میرے دوست کچھ مجھ سے چھوٹے اور کچھ بڑے لوگ۔۔ میرے محسوسات کو متحرک کرتے رہے ہیں۔ (۴)

"سنگتارے" کلثوم افضل زیدوی کا ایسا شعری مجموعہ ہے۔ جس میں انھوں نے اپنے لیے ایک الگ راہ کو اپنایا ہے، اوراسی راہ پر چل کر اپنی قابلیت کا لوہا منوایا ہے کلثوم افضل زیدوی نے اپنی شاعری میں ایسے موضوعات پیش کیے ہیں جو تخیلی نہیں بلکہ حقیقی اور جیتی جاگتی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنی شاعری میں اپنے خیالات، جذبات اور احساسات کا اظہار کیا ہے کہ جس کے ذریعے لوگوں میں امن اور ہمدردی کے جذبات پیدا ہوں۔ اعظمی قمر کلثوم افضل زیدوی کی شاعری کے حوالے سے لکھتی ہیں:

> کلثوم اپنے گردو پیش کے مسائل اور سنگین حقائق کا اتنا گہرا ادراک رکھتی ہیں کہ تمام نو آموز شعرا کی طرح ان کے ہاں لب ورخسار اور گل و بلبل کا ذکر کہیں بھی نہیں ملتا۔ وہ تلخ حقیقتیں اپنے شعروں میں سموتی ہیں۔ کہیں سخت رویوں کا ذکر کرتی ہیں کہیں طنز کا تیر چبھوتی ہیں، اور کہیں حوصلے سے حقائق کا سامنا کرنے کی کوشش کرتی ہیں اندر کی کیفیت چھپاتی ہیں، اور ظاہرا کہتی ہیں۔ (۵)

کلثوم افضل زیدوی کی شاعری فکری حوالے سے لاجواب ہے۔ بحیثیت مجموعی اگر اس کتاب کا جائزہ لیا جائے تو یہ معلوم ہوگا، کہ کلثوم افضل زیدوی کا اسلوب شاعری کی دنیا میں انہیں ایک منفرد اور عظیم مقام عطا کرتا ہے، ان کی شاعری میں محبت، حقیقت اور رومانیت کا احساس نظر آتا ہے۔

کلثوم افضل زیدوی کے بارے میں ناصر علی سید کہتے ہیں:

> اگر کلثوم کی شاعری سے کمٹ منٹ اسی طرح جاری رہی تو جلد ہی وہ اپنا نام معتبر شاعروں کی فہرست میں درج کرنے میں کامیاب ہو جائے گی۔ اور مزید ایسے عمدہ اشعار کہہ پائے گی۔ (۶)

کلثومؔ افضل زیدوی نے تقریباً ہر صنف سخن پر طبع آزمائی کی ہے۔جس میں غزل،نظم ،قطعہ ،رباعی،اشعار فردیات ،ہائیکو اور سوال جیسی اصناف شامل ہیں،مگر کلثومؔ افضل زیدوی کی پسندیدہ صنف سخن غزل ہے کیونکہ غزل میں ہر طرح کے موضوعات کو بیان کیا جاتا ہے۔اردو ادب کی قدیم اصناف سخن میں غزل ایک اہم صنف سخن ہے،جس کے حوالے سے مختلف نقادوں نے اپنی اپنی رائے کا اظہار کچھ اس طرح سے کیا ہے۔بقول جمیل الدین عالیؔ:

> غزل کا ایک خاص شعری مزاج بھی ہے جس کی فضا،جذبات واحساسات مختلف النوع رخوں اور رنگوں سے تعمیر ہوئی ہے اور جس کے مرکز میں انسان کا بنیادی جذبہ عشق ایک خاص نظام اقدار سے وابستہ ہو کر غزل کی کائنات کا مرکزی استعارہ بنتا ہے۔[۷]

ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی غزل کے بارے میں لکھتے ہیں:

> غزل اُردو کی مقبول ترین صنفِ سخن شعر ہے۔غزل کے لغوی معنی عورتوں سے یا عورتوں کے متعلق گفتگو کرنا ہیں۔ہرن کے منہ سے بوقت خوف جو درد بھری چیخ نکلتی ہے اسے بھی غزل کہتے ہیں۔[۸]

کلثومؔ افضل زیدوی کی غزل کا اگر جائزہ لیا جائے۔تو اس میں سادگی،خلوص،سچائی،سلاست،روانی کی عمدہ مثالیں نظر آتی ہیں،انھوں نے مشکل اور بھاری بھر کم الفاظ کا استعمال کرنے سے اجتناب کیا ہے،مگر جہاں ضرورت پیش آئی ہے تو وہاں ہندی،فارسی اور عربی الفاظ کی آمیزش کی ہے۔کلثومؔ افضل زیدوی نے شاعری میں ایک الگ راہ اپنانے کے ساتھ ساتھ روایت سے بھی ناطہ نہیں توڑا کیونکہ ان کی شاعری میں احمد فراز،فیض احمد فیض اور ناصر کاظمی کی جھلک بھی نظر آتی ہے۔کلثومؔ افضل زیدوی کی شاعری پر رومانوی افکار و خیالات حاوی نظر آتے ہیں۔کلثومؔ افضل زیدوی کی شاعری میں غم جاناں اور غم دوراں کے ساتھ ساتھ انسانی رویوں کی ناہمواریاں،درد دل اور انسانیت کا عکس واضح طور پر نظر آتا ہے۔غزل کے اس فن کے حوالے سے جمیل الدین عالیؔ ایک جگہ کہتے ہیں:

> غزل کا فن اسالیبِ اظہار کے نو بہ نو رنگوں کے ساتھ ہمارے تہذیبی اور تمدنی مزاج کی آئینہ داری کرتا ہوا ہر عہد اور ہر زمانے کی روح کو اپنے اندر سمولیتا ہے۔[۹]

کلثوم افضل زیدویؔ ایک حساس شاعرہ ہے اس لیے انسانیت کا درد ان کے دل میں موجود ہے،کلثومؔ کی شاعری میں حسن،عشق،درد،محبوب،بے وفائی اور تنہائی وغیرہ جیسے موضوعات کے ساتھ ساتھ ان میں توازن اور

اعتدال بھی موجود ہیں۔ ان کے ہاں ہمیں رومانوی جذبہ نظر آتا ہے اور دوسری طرف اگر فکری سطح پر دیکھا جائے تو کلثومؔ افضل زیدوی کی غزلوں میں ہمیں معاشرے کا عکس بھی نظر آتا ہے وہ نہایت باریک بینی سے سب چیزوں کا مشاہدہ کرتی ہیں اور پھر ان جذبات واحساسات کو کلام کے ذریعے بیان کرتی ہیں۔ کلثومؔ افضل زیدوی کی شاعری میں گداز اور جذبوں کی روانی موجود ہے۔

کلثومؔ افضل زیدوی ایک رومانوی فنکارہ ہے۔ اس لیے رومانیت کا جذبہ ان کی غزلوں میں جابجا نظر آتا ہے، رومانوی شاعر کے بارے میں عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ صرف عشق و عاشقی تک محدود ہوتا ہے لیکن رومانوی رجحانات کا تعین عشق سے نہیں شاعر یا منصف کے زاویہ نظر انداز فکر اور پیرایہ اظہار سے بھی ہوتا ہے اور یہی اظہار ہمیں کلثومؔ افضل زیدوی کی شاعری میں نظر آتا ہے جیسے مثال کے طور پر۔

سایہ تھا کہ اِک خواب تھا مہکا ہوا وہ شخص
نیندوں میں کُھل کے آ گیا روٹھا ہوا وہ شخص
جوڑے تھے ہم نے اپنے لیے اس کے
سب اجزاء سِمٹا تو اجنبی بنا بکھرا ہوا وہ شخص (۱۰)

سب دشت محبت کے میرے ساتھ جل گئے
میں اپنے گھر میں رہ کے بے امان بہت ہوں
کیسی رفاقتیں تھیں جو بدنام ہو گئیں
میں عہدِ وفا کر کے پشیمان بہت ہوں (۱۱)

کلثومؔ افضل زیدوی کی غزلوں میں رومانیت کے جتنے بھی عناصر مثلاً جذبات، تصور دردوغم ،انفرادیت، عنائیت، تخیل، فطرت پرستی، ہیت میں تبدیلی اور بیان میں تکرار وغیرہ یہ سب موضوعات جابجا نظر آتے ہیں، جیسے وہ خود کہتی ہے:

ڈھونڈا تھا جسے ہم نے کُنجہائے جہاں میں
بس یونہی آج مل گیا بچھڑا ہوا وہ شخص (۱۲)

کلثومؔ افضل زیدوی کی شاعری میں حسن وعشق کے مضامین جابجا بکھرے ہوئے ملتے ہیں۔ رومانوی شعرا کے بارے میں یہ خیال کیا جاتا ہے، کہ وہ صرف عشق وعاشقی تک محدود ہوتے ہیں۔ لیکن رومانوی رجحانات کا تعلق صرف عشق سے نہیں بلکہ شاعر یا مصنف کے زاویہ نظر، انداز فکر اور پیرائے اظہار سے ہوتا ہے۔ ان شعرا کے ہاں عشق کے لازوال تذکرے اور محبوب کی جدائی و بے وفائی اور محبوب کے ہجر ووصال کا بیان موجود ہوتا ہے۔ کلثومؔ افضل زیدوی کے ہاں بھی یہ سارے رنگ وانداز نظر آتے ہیں۔

دوریاں، رنجشیں، جفا کا عذاب میں کبھی اتنا پریشان نہ تھا
ذرہ ذرہ بکھر گئی مری ذات میرا دل یوں کبھی ویران نہ تھا(١٣)

کلثومؔ افضل زیدوی غزل کے مزاج اور لوازمات سے بخوبی واقف ہیں۔ اور وہ اپنے خیالات واحساسات کو نہایت عمدگی سے بیان کر دیتی ہیں جبکہ غزل کے اس فن کے حوالے سے ڈاکٹر عبادت بریلوی کہتے ہیں کہ:

غزل گوئی بڑی مشکل چیز ہے۔ نئے نئے خیالات کو نئے نئے انداز سے صرف دو مصرعوں میں سمو دینا بلاشبہ دریا کو کوزے میں بند کرنے کا مصداق ہے۔(١٤)

کلثومؔ افضل زیدوی کی خصوصیت یہ ہے کہ انھوں نے غزل کی صنف میں جدت اور ندرت پیدا کی ہے۔ کلثومؔ افضل زیدوی اپنے محبوب کے حسن سے متاثر نظر آتی ہیں۔ انہوں نے اپنی غزلوں میں حُسن فطرت کی واردات کا اظہار بڑی خوبصورتی اور دلکشی کے ساتھ کیا ہے۔

کلثومؔ افضل زیدوی نے جہاں پر اپنی شاعری میں عشق ومحبت کی باتیں کی ہیں۔ اور رومانیت کے مضامین کو بھی بیان کیا ہے۔ وہاں پر عصرِ حاضر کے حالات سے بھی چشم پوشی نہیں کی، کلثومؔ افضل زیدوی کو زندگی میں جن تجربات سے دوچار ہونا پڑا انہی تجربات نے انہیں گہرا شعور اور ادراک بخشا ہے۔ کلثومؔ افضل زیدوی نے خیالات اور افکار کے پل نہیں باندھے جو کہ صرف خوابوں کی دنیا میں ہی اچھے لگتے ہیں، بلکہ معاشرے کے مسائل کو دیکھ کر اپنی شاعری میں اُن کو واضح طور پر بیان کیا ہے کلثومؔ افضل زیدوی کے ہاں زندگی اور روزمرہ کے مسائل کا عکس باآسانی دیکھا جا سکتا ہے۔

کاندھے پہ رکھو خود کا، زمانے کا بوجھ بھی
لوگوں کے سہارے تو سہارے نہیں ہوتے(١٥)

کلثومؔ افضل زیدوی ایک حساس طبیعت کی حامل شاعرہ ہے۔اور اسی حساس طبیعت کی وجہ سے انھوں نے اپنے گردوپیش کا جائزہ لے کر پھر اس کو اپنی شاعری میں سمو دیا ہے۔اور ان کی غزلوں میں لطیف جذبوں کا احساس بھی نمایاں ہے ان کی غزلوں میں احساسات، جذبات اور جدیدیت بھی ہے اور رومانوی فضا بھی چھائی ہوئی ہے، جس کا اظہار وہ ایک غزل میں یوں کرتی ہیں:

یقین کرلو اعتبار اپنے پاس رکھو نگاہِ ناز کا دستار اپنے پاس رکھو
میں بھی بیچوں گا کسی دِن وفا کے یہ دل نگاہِ یار خریدار اپنے پاس رکھو (۱۶)

کلثومؔ افضل زیدوی کی شاعری میں وہ تمام موضوعات شامل ہیں۔جو انسان کو روزمرہ کی زندگی میں پیش آتے ہیں،کلثومؔ افضل زیدوی کی شاعری متنوع موضوعات کی شاعری ہے۔

ہم تو ڈھونڈیں گے خوشی کے لمحے
سر سے غم کی بلا ٹلے نہ ٹلے
زندگی مصلحت کی بھینٹ چڑھی
کیا خبر اب بھی ہم بھلے نہ بھلے (۱۷)

کلثومؔ افضل زیدوی کی شاعری میں احمد فراز اور فیض احمد فیض کا رنگ بھی نظر آتا ہے۔بہت سے شعرا وادیب نے مستند شعرا کی شاعری سے وقتاً فوقتاً استفادہ کرتے ہوئے ان کے اثرات قبول کرتے ہوئے ان کی تقلید پر چلنے کی کوشش کی ہے۔کلثومؔ افضل زیدوی نے بھی فیض اور احمد فراز کا اثر قبول کیا جس کی واضح مثالیں ان کی شاعری میں جابجا ملتی ہیں۔ان کی شاعری میں لمبی بحر والی غزلوں کا آہنگ و طرز فیض کے آہنگ کو چھوتی ہوئی نظر آتی ہیں، جیسے یہ اشعار ملاحظہ ہوں:

کچھ کر نہ سکے مجبوری تھی لاچار محبت پر اپنی
اِس دل کے لہو کو چھڑکا کر آنکھوں کا نگر نمناک کیا کلثومؔ
سرابوں سے دھوکہ، ہر گام ملا تو پھر سوچا جب وہ ہی نہیں
مسجود مرا کیوں میں نے جبیں کو خاک کیا؟ (۱۸)

کلثوم افضل زیدوی کو زندگی میں جن تجربات سے دوچار ہونا پڑا وہاں ان تجربات نے انہیں گہرا شعور اور ادراک بھی بخشا ہے، ان کی غزل میں موضوعات زندگی آمیز بھی ہیں اور حیات آمیز بھی ہیں اور ایک جگہ فراز احمد فراز کا رنگ بھی ان کی شاعری میں نظر آتا ہے، جس طرح وہ ایک غزل میں کہتی ہیں:

تجھ کو گلہ ہے میری سنگ دلی کا آؤ تو یہ پتھر کا جگر پاش پاش کر خاموش ہے
صدیوں سے یہ سینے کا سمندر پتھر ہی کوئی پھینک سطح مرتعاش کر[۱۹]

کلثوم افضل زیدوی نے اردو شاعری میں غزل کی صنف کے ساتھ ساتھ اُردو نظمیں بھی پیش کی ہیں ہے نظم ایسی صنف ہے جس میں شاعر اپنا مافی الضمیر بیان کرتا ہے۔ ڈاکٹر وزیر آغا نظم کی تعریف یوں کرتے ہیں:

> نظم بنیادی طور پر تاثرات کے تجزیاتی مطالعے کا ایک وسیلہ ہے اور اس خاص میدان میں اس کا کوئی حریف نہیں۔[۲۰]

بقول پروفیسر احتشام حسین:

> نظم کا لفظ جب شاعری کی ایک مخصوص صنف کے لیے استعمال کیا جاتا ہے تو اس سے وہ نظمیں مقصود ہوتی ہیں جن کا کوئی حسین موضوع ہو اور جن میں فلسفیانہ، بیانیہ یا مفکرانہ اناز میں شاعر نے کچھ خارجی اور کچھ داخلی دونوں قسم کے اثرات پیش کیے ہوں۔[۲۱]

جدید دور میں نظم نگاری کے حوالے سے اہم نام کلثوم افضل زیدوی کا بھی ہے۔ کلثوم افضل زیدوی بنیادی طور پر ایک غزل گو شاعرہ ہیں۔ لیکن انھوں نے غزل سے ہٹ کر اپنی شاعری میں نظم کا اسلوب پیدا کرنے کی کوشش کی ہے، نظم کا لہجہ اور اسلوب ان کی آزاد نظموں میں موجود ہے۔ کلثوم افضل زیدی کا لہجہ، اسلوب، لفظیات، اسالیب وغیرہ کی انفرادیت ان کو دوسرے شعرا سے ممتاز کرتی ہے۔ کلثوم افضل زیدوی کی نظمیں اعلیٰ ذہنی سطح کے قاری اور عام قاری کی فہم و سمجھ میں جلدی آتی ہیں، ان کے جذبات میں انفردایت اور اجتماعی رنگ کی کیفیت بھی نظر آتی ہے۔ کلثوم افضل زیدوی جہاں بھی فن کا مظاہرہ کرتی ہے تو کلام میں ایک کشش سی پیدا ہوتی ہے آپ کی نظموں کی فکری خصوصیات میں رومانوی پہلو پایا جاتا ہے۔ ان کی غزلوں میں بھی رومانوی جذبہ نظر آتا ہے۔ اور یہ فضا ان کی نظموں میں بھی چھائی ہوئی نظر آتی ہے، انہوں نے تمام موضوعات اور مضامین کو نظم میں سمونے کی خوبصورت کوشش کی ہے، جس میں مثلاً جذبات، انفرادیت، تصور درد و غم، ماضی پرستی، فطرت پرستی، تخیل جیسے

موضوعات کو خوبصورت انداز سے شاعری میں برتا ہے۔کلثوم افضل زیدوی کی مجموعہ "سنگتارے" میں شامل نظموں" میں تنہاہوں" ناامیدی، تیرااحسان، میں رومانوی فضا نظر آتی ہے۔

شام بھیگی تو مجھے یاد آیا وہ زمانہ تری محبت کا جب ستاروں کے دیپ جلتے تھے
ہم ترے ساتھ ساتھ چلتے تھے کبھی دریا پہ کبھی پنگھٹ پہ خواہشوں کے چراغ جلتے تھے
اب نہ دل ہے نہ تیری چاہت ہے نہ دیئے ہیں نہ مسکراہٹ ہے (۲۲)

ایک اور نظم " تیرااحسان" میں کلثوم افضل زیدوی محبوب سے گلے شکوے کرتی ہوئی نظر آتی ہیں:

زندگی کی طرح آرزو ختم ہے
جز تری آنکھ کے ہر نظر زخم ہے
تو بھی دِل سے اگر مڑ کے جانے لگے
کیا نظاروں سے نظریں ملاؤں گا میں (۲۳)

کلثوم افضل زیدوی نے زندگی کی ناپائیداری کا ذکر بھی کیا ہے۔ کہ یہ کس طرح کی زندگی ہے کہ ہر طرف ویرانی ہی ویرانی نظر آتی ہے۔ کیونکہ کلثوم افضل زیدوی ایک حساس طبیعت کی شاعرہ ہے،اور انھوں نے ہر اس موضوع پر قلم اُٹھایا ہے جو اس نے دیکھ کر محسوس کیا ہے۔ زندگی کے حوالے سے میں کلثوم افضل زیدوی اپنی نظم " کیا یہی زندگی ہے؟ میں لکھتی ہے:۔

بے داد صدا جائے مایوس پلٹ آئے
افلاک کی ویرانی آنکھوں میں سمٹ آئے
بے درد اُجالوں میں راتوں کی تیرگی کیا یہ ہی زندگی ہے؟ (۲۴)

کلثوم افضل زیدوی نے عصری و معاشرتی و سماجی موضوعات کو اپنی نظموں میں شامل کیا ہے۔ انہوں نے زیادہ تر اپنے اردگرد پھیلے موضوع اپنی نظم میں پیش کیے ہیں۔ ہے، جیسے اس کی ایک نظم ہے۔" نیا سال":

نئی صدی ہے نئے سال کی مُسافت ہے
چلو کہ دور کریں دِل میں جو کثافت ہے
میں حرف حرف کی ترتیب ترے نام کروں
تُو میرے نام کرے جو تری نزاکت ہے

جو سنگ میل محبت میں پچھلے سال ڈلے
اُسی اساس پہ تعمیر اب عمارت ہے[۲۵]

کلثومؔ افضل زیدوی نے زندگی کے حوالے سے بہت سی نظمیں تحریر کیں ہیں، کیونکہ زندگی کے بارے میں ان کا مشاہدہ گہرا اور وسیع ہے، وہ اپنے طور پر زندگی اور معاشرے کا گہرائی سے مطالعہ کرتی ہیں۔ نظم "بے یقینی" میں وہ لکھتی ہے کہ:

آؤ کہ میں تمہیں دھڑکنوں کی تہوں میں لپیٹ دوں
کیونکہ زندگی کے گلزاروں میں خوشیوں کے سائے
مٹنے والے ہیں اور بے یقینی اور خوف کی کڑی دھوپ
پھیلنے والی ہے تُو موسمی پھول ہے بہار کا[۲۶]

کلثومؔ افضل زیدوی نے اپنی نظموں میں دیہات کی عکاسی بھی کی ہے۔ انہوں نے اپنی نظموں میں دیہاتی زندگی وہاں کے حالات وواقعات کی تصویر کشی خوبصورتی سے کی ہے:

اِک گاؤں کے چھوٹے پنگھٹ پر اک الہڑ سی دوشیزہ کا آنا جانا
ہرنوں جیسا ہے فصل سنہری خوشوں کا اور رنگت اس کی گندم جیسی
وہ ساتھ صبح کے آتی ہے اور سورج لے کر پہلو میں پھر شام کو وہ ڈھل جاتی ہے[۲۷]

کلثوم افضل زیدوی نے اپنی نظموں میں مناظر فطرت کی عکاسی بھرپور طریقے سے کرتے ہوئے فطرت کے حسن کو اپنی نظموں میں سمو دیا ہے۔ نظم "تلاش" میں بہار، پھول، رنگ، میلے، دنیا وغیرہ کا ذکر خوبصورت انداز میں کیا ہے۔ جیسے مثال کے طور پر یہ اشعار ملاحظہ ہوں:

احساس کی دھڑکن میں خوشبوؤں کے آنگن میں
پھولوں کی مہکار میں رنگوں کی بہار میں[۲۸]

کلثوم افضل زیدوی نے آزاد نظم پر بھی طبع آزمائی کرتے ہوئے بہت سی نظمیں پیش کی ہیں۔ آزاد نظم کے حوالے سے پروفیسر انوار جمال لکھتے ہیں:

یہ شعری اصطلاح ہے اور نظم کی قسم ہے۔ ردیف، قافیہ اور پورے یونٹ (Unit) کے لیے ایک "بحر کی پابندی سے آزاد شاعری کو" نظم آزاد کہتے ہیں۔ نظم آزاد کے ہر مصرعے (Line) کی بحر اور وزن ہوتا ہے۔[۲۹]

کلثوم افضل زیدوی کی ایک نظم " انتظار" اہم ہے جو کہ آزاد نظم کی مثال ہے۔

تم مہینوں کے بات کرتے ہو ہم نے لمحوں میں تجھے ڈھونڈ لیا اپنی دانست میں تم چھوڑ گئے مجھ کو فرقت کے حوالے کر کے میں یہ عمر عزیز چھوڑ گیا تری یادوں کے سہارے کر کے (۳۰)

ایک اور نظم میں وہ کہتی ہے کہ:

تیرا میرا رشتہ جیسے

رات اور شام کا ملنا ہے

رات کا آنچل پھیل گیا تو شام سلونی ڈوب گئی (۳۱)

نظم "سراب" بھی آزاد نظم کی ایک خوبصورت مثال ہے جس میں کلثوم افضل زیدوی نے اپنے احساسات، خیالات اور جذبات کا اظہار دلنشین انداز میں کیا ہے، اس میں کلثوم افضل زیدوی کے جذبات مکمل آہنگ کے ساتھ موجود ہیں۔ اور جذبے کی شدت بھی موجود ہے۔

کلثوم افضل زیدوی نے اپنے مجموعے میں پابند نظمیں بھی پیش کی ہیں، اس حوالے سے ان کی نظم " آزمائش" اہم ہے۔

گہرے دریا میں اُتر کر دیکھو خود کو میری جگہ رکھ کر دیکھو

نیند آئے گی آنکھ بھر کے تمہیں ہم کو پلکوں میں چھپا کر دیکھو (۳۲)

کلثوم افضل زیدوی نے آزاد نظم اور پابند نظم کے ساتھ ساتھ ترکیب بند نظم پر بھی طبع آزمائی کی ہے۔ ترکیب بند نظم میں ٹیپ کا مصرعہ بار بار آتا ہے۔ ڈاکٹر سلیم اختر کے بقول:

> ترکیب بند میں اشعار غزل کی مانند قافیہ اور ردیف کے حامل ہوتے ہیں مگر پانچ تا گیارہ اشعار کے بعد ایک ایسا شعر لایا جاتا ہے جو اسی بحر میں ہوتا ہے مگر قافیہ اور ردیف تبدیل ہو جاتی ہے۔ (۳۳)

اس حوالے سے کلثوم افضل زیدوی کی نظم " ڈھلتی عمر" اہم ہے۔

ترے بالوں میں چمکتی رہے چاندی کی کرن

ترے چہرے سے جوانی کی دھوپ ڈھل جائے

ناتوانی سے لرزنے لگیں بانہوں کے

کماں ضعفِ عمری سے لچکتی یہ کمر بل کھائے
ترا ہر روپ نگاہوں میں ہم چُھپالیں گے
ہم تو ہر رنگ میں اے دوست تجھے چاہیں گے (۳۴)

کلثوم افضل زیدوی نے اپنے شعری مجموعہ "سنگتارے" میں اور اصناف سخن کے ساتھ ساتھ قطعہ کی صنف سخن میں بھی طبع آزمائی کی ہے۔ قطعہ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے۔ کہ اس میں شاعر اپنے جذبات کا اظہار نہایت اختصار کے ساتھ کرتا ہے۔ قطعہ عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے لغوی معنی ٹکڑا کے ہیں۔ کشاف تنقیدی اصطلاحات کے مطابق:

> قطعہ کے لغوی معنی ٹکڑے کے ہیں اور اصطلاحی معنوں میں یہ ایک صنف شعر ہے جس میں قوانی کی ترتیب قصیدے یا غزل کے مطابق ہوتی ہے۔یعنی تمام اشعار کے مصرعہ ہائے ثانی ہم قافیہ ہوتے ہیں لیکن غزل اور قصیدے کے برعکس قطعہ میں مطلع نہیں ہوتا اور مقطع ضروری نہیں ہوتا قطعہ کے لیے کم سے کم دو شعروں کا ہونا ضروری ہے۔ زیادہ سے زیادہ کی کوئی قید نہیں۔ (۳۵)

کلثوم افضل زیدوی کے قطعات سادگی اور انداز بیاں کی وجہ سے اہم ہیں، وہ قطعات میں نہ صرف اپنی ذات کی عکاسی کرتی ہے بلکہ اپنے اندر کے کرب کو قطعات کی صورت میں بیان کرتی ہیں کلثوم افضل زیدوی کے قطعات کی مثال ملاحظہ فرمائیں:

بھاگ کے دشت کے گوشے میں چُھپا ہوں
یارو مجھ سے دنیا سے نہ لڑنے کا گلہ مت کرنا
راستہ میرا جُدا ہے تیری منزل ہے
جُدا راہ میں مجھ سے بچھڑنے کا گلہ مت کرنا (۳۶)

ہم سرِ شام تری یاد کے تہہ خانے میں
تری خاموش نگاہوں سے پیار کرتے ہیں
ڈھونڈتے ہیں تری قدموں میں منزلوں کا
سراغ کشید تیری نگاہوں سے پیار کرتے ہیں (۳۷)

کلثوم افضل زیدوی نے غزل اور نظم کے علاوہ رباعی کی صنف سخن میں بھی طبع آزمائی کی ہے۔رباعی کی ایک اہم خوبی یہ ہے کہ وہ غزل اور نظم دونوں کا مزاج رکھتی ہے۔اور دونوں کی ضرورتوں کو بھی پورا کرتی ہے۔ رباعی کے حوالے سے محمد ارشاد لکھتے ہیں:

رباعی صورت کے لحاظ سے مختصر ترین غزل ہے اور سیرت کے اعتبار سے مختصر ترین نظم۔(٣٨)

ڈاکٹر فرمان فتح پوری رباعی کی تعریف یوں کرتے ہیں:

رباعی اس صنف سخن کا نام ہے جس میں مخصوص وزن کے چار مصرعوں میں ایک خیال ادا کیا جاتا ہے، گویا رباعی اُردو کی وہ مختصر ترین صنفِ سخن ہے جس میں مقررہ اوزان، وحدتِ خیال اور تسلسلِ بیان کی پابندی از بس ضروری ہے۔(٣٩)

کلثوم افضل زیدوی کے ہاں رباعیات میں رومانوی انداز اور فطرت پرستی کا ذکر ملتا ہے، غزلوں کے علاوہ رباعیات میں بھی کلثوم افضل زیدوی نے محبوب کے موضوع کو مد نظر رکھا ہے۔اس حوالے سے ایک اہم رباعی ملاحظہ ہو۔

کرتے رہے ہم درد کا بیوپار مدتوں ہارے
بھی جیتے رہے بے کار مدتوں آنکھوں کو نم دیا
کبھی جینے کو غم دیا یوں ہم سے جتاتے رہے وہ پیار مدتوں(٤٠)

کلثوم افضل زیدوی نے اپنے شعری مجموعہ ''سنگتارے'' میں ایسے شعر بھی تحریر کیے ہیں۔جو فردیات کے حوالے سے مشہور ہیں، وہ کہتی ہے۔

وفا ہم پر بھی کیا لازم ہے لو گو محبت اس کی جب محکم نہیں ہے۔ (٤١)

کلثوم افضل زیدوی نے شعری مجموعہ ''سنگتارے'' میں ہائیکو کو بھی شامل کیا ہے۔ہائیکو جاپانی صنفِ شاعری ہے۔ہائیکو کے حوالے سے خاور اعجاز کہتے ہیں:

ہائیکو کا ایک وصف پہلے دو اور تیسرے مصرعے کے درمیان سوچ کے لیے ایک ایسا خلا چھوڑ دینا ہے جسے قاری اپنی استطاعتِ فکر اور وسعتِ خیال سے خود پُر کرتا ہے۔ (٤٢)

قرۃ العین طاہرہ کے مطابق:

ہائیکو مظاہرِ فطرت کی باریکیوں کا بیان ہے۔(٤٣)

کلثوم افضل زیدوی کے اس شعری مجموعے میں ہائیکو کی مثالیں بھی جابجا نظر آتی ہیں۔

پہلی بارش اس موسم کی پہلی بارش تب برسی
جب میری آنکھوں کے سوتے بہتے بہتے خشک ہوئے (۴۴)

کلثوم افضل زیدوی کی شاعری کا انداز بیان واسلوب سادہ رواں اور سلیس ہے۔کلثوم افضل زیدوی کی شاعری کے حوالے سے عظمی قمر کہتی ہیں:

جہاں تک کلثوم کی شاعری میں فنی تکنیک کا سوال ہے تو اُن کا اسلوب نہایت سادہ اور برجستہ ہے اُن کی شاعری میں گنجلک الفاظ کی پیچیدگی یا تصنع اور بناوٹ کہیں بھی نظر نہیں آتے۔وہ نہایت سہولت اور روانی سے دل کی بات کہتی ہیں۔ (۴۵)

کلثوم افضل زیدوی کی شاعری میں فکر کا حسین امتزاج ہمیں نظر آتا ہے۔ان کے ہاں ہمیں رومانوی جذبہ نظر آتا ہے، لیکن اگر فکری سطح پر دیکھا جائے تو کلثوم افضل زیدوی کی غزلوں میں ہمیں معاشرے کا عکس نظر آتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ بجنوری، مشمولہ انور سدید، اردو ادب کی تحریکیں، انجمن ترقی کراچی، ۲۰۱۳ء، ص:۴۲۵
۲۔ ناصر علی سید، سنگتارے، از کلثوم افضل زیدوی، عکس پبلی کیشنز پشاور، اکتوبر ۲۰۱۰ء، ص:۳
۳۔ کلثوم افضل زیدوی، سنگتارے، عکس پبلی کیشنز پشاور، اکتوبر ۲۰۱۰ء، ص:۱۱۳
۴۔ ایضاً، ص:۱۵
۵۔ اعظمی قمر، سنگتارے، از کلثوم افضل زیدوی، ایضاً، ص:۱۴
۶۔ ناصر علی سید، سنگتارے، از کلثوم افضل زیدوی، ایضاً، ص:۳
۷۔ جمیل الدین عالی، اُردو غزل چند مسائل، مشمولہ سر سیدین جلد پنجم، ص۸۸۶
۸۔ رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر، اصنافِ ادب، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور ۱۹۹۱ء، ص۳۱
۹۔ جمیل الدین عالی، اُردو غزل چند مسائل، مشمولہ سر سیدین جلد پنجم، ص۸۸۷
۱۰۔ کلثوم افضل زیدوی، سنگتارے، ایضاً، ص:۲۹

۱۱۔ ایضاً ،ص:۲۹

۱۲۔ ایضاً،ص:۲۹

۱۳۔ ایضاً،ص:۳۰

14۔ عبادت بریلوی،ڈاکٹر، تنقیدی زاویے،ص۱۰۷

۱۵۔ ایضاً،ص:۴۱

۱٦۔ ایضاً،ص:۲۰۴

۱۷۔ ایضاً،۲۰۰

۱۸۔ ایضاً

۱۹۔ ص:۱۰۱۔۱۰۲

۲۰۔ وزیر آغا،ڈاکٹر، تنقید اور احتساب،ص۳۲

۲۱۔ احتشام حسین، پروفیسر، منقول از کشاف تنقیدی اصطلاحات،ص۱۹۹

۲۲۔ کلثوم افضل زیدوی، سنگتارے، ایضاً،ص:۲۱

۲۳۔ ایضاً،ص:۹۱

۲۴۔ ایضاً،ص:۹۳

۲۵۔ ایضاً،ص:۹۷

۲٦۔ ایضاً،ص۱۰۵

۲۷۔ ایضاً،ص:۸۰

۲۸۔ ایضاً،ص۱۸۱

۲۹۔ انور جمال، پروفیسر، ادبی اصطلاحات، نیشنل بک فاونڈیشن، اسلام آباد، سن، اکتوبر ۲۰۱۴ء، ص،۱۷۲

۳۰۔ کلثوم افضل زیدوی، سنگتارے، ایضاً،ص:۱۲۹

۳۱۔ ایضاً،ص:۱۱۲

۳۲۔ ایضاً،ص:۱۴٦

۳۳۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، تنقیدی اصطلاحات، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور، سن، ۲۰۱۱ء، ص،۵۱

۳۴۔ کلثوم افضل زیدوی، سنگتارے، ایضاً، ص:۵۴

۳۵۔ ابوالااعجاز حفیظ صدیقی، کشاف تنقیدی اصطلاحات، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد طبع اول،۱۹۸، ص،۹۵

۳۶۔ کلثوم افضل زیدوی، سنگتارے، ایضاً، ص: ۳۰

۳۷۔ کلثوم افضل زیدوی، سنگتارے، ایضاً، ص:۴۴

۳۸۔ محمد ارشاد، تحقیق و تنقید، ص۶۹

۳۹۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، اردو رباعی، ص۱۴۸

۴۰۔ کلثوم افضل زیدوی، سنگتارے، ایضاً، ص:۴۳

۴۱۔ ایضاً، ص:۴۷

۴۲۔ خاور اعجاز، اردو ہائیکو کی شناخت، مشمولہ اوراق، ص۱۴۱ ۴۳۔

۴۳۔ قرۃ العین حیدر، ہائیکو کی ایک نئی صنف سخن، مشمولہ اوراق، ص۴۸

۴۴۔ کلثوم افضل زیدوی، سنگتارے، ایضاً، ص۶۲

۴۵۔ اعظمی قمر، سنگتارے از کلثوم افضل زیدوی، ایضاً، ص:۱۰